روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
سوموار 23 دسمبر 2013ء 19 صفر 1435 ہجری 23 فتح 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 290

پاکیزہ پانی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور وہی ہے جس نے اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو خوشخبری دیتے ہوئے بھیجا اور ہم نے آسمان سے پاکیزہ پانی اتارا۔ (سورۃ الفرقان آیت 49)

(اور یاد کرو) جب وہ اپنی طرف سے تم پر امن دیتے ہوئے اونگھ طاری کر رہا تھا اور تمہارے لئے آسمان سے ایک پانی اتار رہا تھا تاکہ وہ تمہیں اس کے ذریعہ خوب پاک کردے اور شیطان کی پلیدی تم سے دور کردے اور تاکہ وہ تمہارے دلوں کو تقویت بخشے اور اس سے قدموں کو ثبات بخشے۔ (سورۃ الانفال آیت 12)

اخلاق عالیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی صفائی

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ نہ آپ کبھی بدکلامی کرتے تھے اور نہ فضول قسمیں کھایا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب الادب باب ماینھی من السباب واللّعن، بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی ﷺ فاحشا)

عرب میں رہتے ہوئے اس قسم کے اخلاق ایک غیر معمولی چیز تھے۔ یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ عرب لوگ عادتاً فحش کلامی کرتے تھے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عرب لوگ عادتاً قسمیں کھایا کرتے تھے اور آج تک بھی عرب میں قسم کا رواج کثرت سے پایا جاتا ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کا اتنا ادب کرتے تھے کہ اس کا بے موقع نام لینا کبھی پسند نہ کرتے تھے۔ صفائی کا آپ کو خاص طور پر خیال رہتا تھا آپ ہمیشہ مسواک کرتے تھے اور اس بارہ میں اتنا زور دیتے تھے کہ بعض دفعہ فرماتے اگر میں اس بات سے نہ ڈروں کہ مسلمان تکلیف میں پڑ جائیں گے تو میں ہر نماز پڑھنے سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دے دوں۔ (بخاری کتاب الجمعۃ باب السواک یوم الجمعۃ)

کھانا کھانے سے پہلے بھی آپ ہاتھ دھوتے تھے اور کھانا کھانے کے بعد بھی ہاتھ دھوتے اور کلی کرتے تھے بلکہ ہر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد کلی کرتے اور آپ پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد بغیر کلی کئے نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(بخاری کتاب الاطعمۃ باب المضمضۃ بعد الطعام)

مساجد جو مسلمانوں کے جمع ہونے کی واحد جگہ ہیں ان کی صفائی کا آپ خاص طور پر خیال رکھتے تھے اور مسلمانوں کو اس بات کی تحریک کرتے رہتے تھے کہ خاص اجتماع کے دنوں میں مسجدوں کی صفائی کا خیال رکھا کریں اور ان میں خوشبو جلایا کریں تاکہ ہوا صاف ہو جائے۔

(مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب المساجد)

اسی طرح آپ ہمیشہ صحابہ کو نصیحت کرتے رہتے تھے کہ اجتماع کے موقع پر بدبودار چیزیں کھا کر مسجد میں نہ آیا کریں۔

(بخاری کتاب الاطعمۃ باب مایکرہ من الثوم والبقول)

سڑکوں کی صفائی کا آپ خاص طور پر وعظ فرماتے تھے۔ اگر سڑک پر جھاڑیاں یا پتھر یا اور کوئی گندی چیز پڑی ہوتی تو آپ خود اُس کو اُٹھا کر سڑک سے ایک طرف کر دیتے اور فرماتے کہ جو شخص سڑکوں کی صفائی کا خیال رکھتا ہے، خدا اُس پر خوش ہوتا ہے اور اسے ثواب عطا فرماتا ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل ازالۃ الاذی)

اسی طرح آپ فرماتے تھے رستہ کو روکنا نہیں چاہئے۔ رستوں پر بیٹھنا یا ان میں کوئی ایسی چیز ڈال دینا جس سے مسافروں کو تکلیف ہو یا رستہ میں قضائے حاجت وغیرہ کرنا یہ خدا تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ (مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ باب آداب الخلاء)

پانی کی صفائی کا بھی آپ کو خاص خیال تھا آپ ہمیشہ اپنے صحابہ کو یہ نصیحت فرماتے تھے کہ کھڑے پانی میں کسی قسم کا گند نہیں ڈالنا چاہئے۔ اسی طرح کھڑے پانی میں بول و براز کرنے سے بھی آپ سختی سے روکتے تھے۔ (بخاری کتاب الوضوء باب البول فی الماء الدائم)

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 235)

یتیم کی کفالت ایک اہم فرض

حضرت مسیح موعود کی بعثت کے وقت سے خدمت خلق کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ حضرت میر محمد اسحق صاحب یتامی کی پرورش اور خبرگیری کیلئے اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یتامی کے کھانے کیلئے ہوسٹل میں آٹا ختم ہو گیا۔ حضرت میر محمد اسحق صاحب نے تو فوری طور پر باوجود شدید علالت کے تانگہ منگوایا اور مخیّر دوستوں کو تحریک کر کے آٹا کا بندوبست کیا۔

اس کے بعد خلفاء احمدیت کی ہدایات اور راہنمائی میں یہ نظام چلتا رہا حتی کہ مارچ 1989ء میں صد سالہ جوبلی کے مبارک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے باقاعدہ طور پر کفالت یکصد یتامی کے نام سے اس تحریک کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ اس مبارک اور تاریخی موقع پر شکرانہ کے طور پر جماعت احمدیہ ایک سو یتامی کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا عہد کرتی ہے۔ چنانچہ یتامی کی خدمات کے سائے بڑھتے بڑھتے آج قریباً پانچصد فیملیز کے 2 ہزار 7 صد یتامی زیر کفالت ہیں۔

یتامی کی کفالت اور پرورش میں 1۔ خورونوش 2۔ تعلیمی اخراجات 3۔ بچیوں کی شادی کے اخراجات 4۔ علاج معالجہ اور مکان کی تعمیر و مرمت اور کرایہ کے اخراجات شامل ہیں۔ جس پر کل بیس لاکھ روپے ماہوار اخراجات ہو رہے ہیں اور آمد انتہائی کم ہے۔ اس کے باعث دفتر ہذا کو مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک یتیم کی کفالت پر ایک ہزار تا تین ہزار روپے ماہوار اخراجات ہوتے ہیں۔

تمام احباب جماعت سے عموماً اور مخیّر حضرات مخلصین سے خصوصاً التماس ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں اور ہمارے پیارے آقا کی اس پیاری حدیث کا مصداق بنیں۔ جس میں آپ فرماتے ہیں۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح دو انگلیاں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بہترین توفیق دے۔ آمین

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامی دارالضیافت ربوہ)

مکرم ریاض احمد ملک صاحب

ضلع چکوال مختلف گاؤں کے سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے والے خوش نصیب

حضرت مسیح موعود کے 313 رفقاء میں سے 5 کا تعلق ضلع چکوال سے ہے۔ان پانچ احباب نے حضرت مسیح موعود کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے بیعت کی تھی۔

1۔حضرت مولوی خان ملک صاحب کھیوال نمبر۔ 197

2۔حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب۔ کھیوال۔ نمبر 203

3۔حضرت منشی روشن دین صاحب۔ ڈنڈوت۔نمبر 209

4۔حضرت احمد دین صاحب۔منارہ نمبر 288

5۔حضرت سیٹھی غلام نبی صاحب چکوال نمبر 85

انجام آتھم۔صفحہ 324 تا 328 فہرست 313 رفقاء حضرت مسیح موعود۔زیرعنوان ایک اور پیشگوئی کا پورا ہونا۔

اس کے بعد ضلع چکوال میں اس نور کو جذب کرنے والی اور بھی کئی ہستیوں نے جنم لیا۔اور احمدیت کے نور کی شعاعوں سے حضرت مسیح موعود کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ان کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے بہت سے نیک فطرت لوگوں اور سعید روحوں نے حضرت بانی سلسلہ کی بیعت کی۔

ضلع چکوال کے مختلف گاؤں کے سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے والے خوش نصیب۔

مختلف گاؤں کے پہلے احمدی

1۔**منارہ**۔حضرت مولوی احمد دین صاحب ولد محمد حیات صاحب

2۔**ڈنڈوت**۔حضرت منشی روشن دین صاحب

3۔**کھیوال**۔حضرت خان ملک صاحب
حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب
(شامل فہرست 313 رفقاء حضرت مسیح موعود از انجام آتھم)

4۔**ہسولہ**۔حضرت مولوی احمد دین صاحب (رفیق حضرت مسیح موعود تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 274)

5۔**دلیل پور**۔حضرت راجہ غلام محمد صاحب علاقہ دار (پانچ ہزاری مجاہدین)

6۔**مگھال**۔مکرم منشی غلام حیدر صاحب قریشی (روایت کیپٹن عبداللہ صاحب دوالمیال) (بیان مکرم قمر مہدی صاحب مگھال)

7۔**وعولہ**۔مکرم مرزا غلام محمد صاحب (مسودہ شعری مجموعہ "نشان عصر" مرزا ایاز احمد صاحب بھون سابقہ وعولہ)

8۔**ڈلوال**۔مکرم راجہ فضل داد خان (پانچ ہزاری مجاہد (الفضل 3 مارچ 2005ء)

9۔**وریامال**۔(کریالہ) مکرم کیپٹن شیر ولی خان صاحب (پانچ ہزاری مجاہد)

10۔**رتوچھ**۔مکرم میاں نادر علی صاحب (بیعت 1917ء) (بیان صدر جماعت احمدیہ رتوچھ) (غیر مطبوعہ نوٹس مکرم سلطان بخش صاحب کلرکہار)

11۔**کوٹ راجگان** حضرت راجہ علی محمد صاحب (رفیق حضرت مسیح موعود بیعت 1095ء) (روزنامہ الفضل 14 جولائی 1997ء)

12۔**سرکلاں**۔مکرم ملک تاجہ خان صاحب ولد مکرم راجہ خان (بیعت 1960ء) (غیر مطبوعہ نوٹس مکرم سلطان بخش صاحب کلرکہار)

13۔**بھیں**۔حضرت میاں امام دین صاحب (بدر 15 مئی 1930ء صفحہ 136 نمبر 109 رفیق حضرت مسیح موعود)

14۔**ڈورے**۔مکرم محمد یوسف صاحب (نوٹس کیپٹن عبداللہ خان صاحب دوالمیال)

15۔**سدھر** (کرسال) مکرم منشی محمد خان صاحب (نوٹس کیپٹن عبداللہ خان صاحب دوالمیال)

16۔**کھوکھر**۔زیر مکرم منشی محمد دین صاحب (نوٹس کیپٹن عبداللہ خان صاحب دوالمیال)

17۔**بوچھال کلاں**۔مکرم صوبیدار غلام حسین صاحب (رفیق حضرت مسیح موعود) (الفضل 7 مارچ 1930ء)

18۔**رنسیال**۔مکرم حافظ محمد یوسف صاحب (غیر مطبوعہ نوٹس مکرم میاں سلطان بخش صاحب بیعت 1925ء۔کلرکہار)

19۔**سیٹھی**۔مکرم عاشق حسین صاحب (نابینا) ولد محمد حسین بیعت 1925ء۔(غیر مطبوعہ نوٹس مکرم میاں سلطان بخش صاحب کلرکہار)

20۔**کلرکہار**۔مکرم میاں سلطان بخش صاحب بیعت 1925ء (غیر مطبوعہ نوٹس مکرم میاں سلطان بخش صاحب۔کلرکہار)

21۔**کرسال**۔مکرم چوہدری محمد خان صاحب (پانچ ہزاری مجاہد)

22۔**ملوٹ**۔راجہ عبداللہ خان صاحب (روایت کیپٹن عبداللہ خان صاحب دوالمیال)

23۔**اڑہ**۔مکرم احمد خان صاحب (بیعت 59-1958ء۔خود انٹرویو میں بتائی)

24۔**ڈھیری سیداں**۔مکرم مرزا مقبول صاحب (رفیق حضرت مسیح موعود) (بدر 27 جون 1907ء صفحہ 11)

25۔**دوالمیال**۔مکرم حافظ شہباز خان صاحب (روایت قاضی عبدالرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ دوالمیال)

26۔**خان پور**۔مکرم فضل داد خان صاحب۔ بیعت 1943ء (روایت گل محمد صاحب خان پور)

27۔**دھرکنہ**۔مکرم احمد دین صاحب (بیعت 1938ء الفضل ربوہ 3 جون 1995ء صفحہ 5)

28۔**پچنند**۔مکرم صوبیدار ملک محمد خان صاحب ولد مکرم نور محمد صاحب (بیعت 1914ء) (روایت مکرم عطا محمد صاحب سابق صدر پچنند جماعت)

29۔**سرکال**۔مکرم ملک نادر خان صاحب ولد حضرت ملک جہان خان صاحب۔بیعت 1897ء رفیق حضرت مسیح موعود (رجسٹر روایات نمبر 5 صفحہ نمبر 72)

30۔**چکوال**۔مکرم سیٹھی غلام نبی صاحب بیعت 1898ء (الفضل ربوہ 20 مارچ 1999ء)

31۔**پیل**۔مکرم مولوی محمد صاحب (روایت کیپٹن عبداللہ صاحب دوالمیال)

32۔**چکرال**۔مکرم مرزا بشیر احمد صاحب راجوری (مکرم ڈاکٹر مبشر احمد صاحب چکرال)

33۔**مینگن**۔مکرم مولوی نور محمد صاحب (الفضل 13 اپریل 1935ء)

34۔**تترال**۔(کہون) مکرم لیاقت حسین صاحب بیعت 92-1993ء (مکرم حاجی عبدالعزیز امیر ضلع چکوال)

35۔**چنجی**۔مکرم سید نادر شاہ صاحب (نوٹس مکرم کیپٹن عبداللہ صاحب دوالمیال)

36۔**چک مصری**۔مکرم حافظ نذیر احمد صاحب بیعت 1897ء (نوٹس مکرم حاجی عبدالعزیز صاحب امیر ضلع چکوال)

37۔**دلہہ**۔مکرم سردار غلام حیدر صاحب پٹواری (نوٹس مکرم کیپٹن عبداللہ صاحب دوالمیال)

38۔**نالی**۔مکرم نمبردار غلام الٰہی صاحب (روایت میر علی اکبر شاہ صاحب احمدی نالی)

39۔**چک نورنگ علاقہ دار**۔مکرم بابو غلام حیدر صاحب (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 530)

40۔**چوہان**۔مکرم سید رکن الدین شاہ صاحب علاقہ دار۔مکرم سید اللہ دتہ نمبردار صاحب مکرم سید نادر علی شاہ صاحب رئیس چوہان (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ 530 الفضل 11 فروری 1914ء صفحہ 13)

41۔**آڑہ**۔مکرم مرزا محمد دین صاحب (بدر 23-30 جنوری 1903ء صفحہ 14)

42۔**پنوال**۔مکرم الیاس خان صاحب (داماد حضرت مولوی خان ملک صاحب کھیوال)

43۔**بڈھیال**۔مکرم ملک وارث خان صاحب (مکرم حاجی عبدالعزیز صاحب امیر ضلع چکوال)

44۔**مورت**۔(تحصیل تلہ گنگ) مکرم عبدالعزیز صاحب (مکرم حاجی عبدالعزیز صاحب امیر ضلع چکوال)

45۔**کرولی**۔مکرم راجہ محمد افضل صاحب (روایت راجہ بشارت احمد صاحب کرولی)

46۔**پھویر**۔(تھانہ ڈھمن) حضرت مولوی محی الدین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود بیعت 1890 (تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 352)

47۔**ملکوال**۔(تلہ گنگ) حضرت عبدالرسول صاحب ولد عبداللہ بیعت 1892ء (تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 359) (رفیق حضرت مسیح موعود)

48۔**بشارت**۔حضرت ملک شاد مان خان صاحب بیعت 1907ء بدر 10 دسمبر 1907ء صفحہ 5 (رفیق حضرت مسیح موعود)

49۔**کسک**۔حضرت پیر چن شاہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعو بیعت 1907ء بدر 16 مئی 1907ء صفحہ 5

50۔**کھوتیاں**۔حضرت محمد دین صاحب امام صاحب رفیق حضرت مسیح موعود بیعت 1903ء 21 اگست 1903ء صفحہ 248

51۔**بھلہ کریالہ**۔حضرت ملک غلام سرور صاحب بیعت 1898ء (مکرم حاجی عبدالعزیز صاحب امیر ضلع چکوال)

52۔**تلہ گنگ**۔مکرم منشی گل محمد صاحب (تعمیر منارۃ المسیح کی فہرست میں 166 نمبر تاریخ احمدیت ضلع راولپنڈی صفحہ 234)

53۔**سکال گھر تھانہ چکوال**۔محترمہ بی بی خاتون صاحبہ (الحکم 24 جون 1902ء صفحہ 12 کالم 3)

54۔**بھرپور**۔مکرم ملک میراں بخش صاحب (صوبیدار ریٹائرڈ) (بیان ملک جاوید احمد صاحب بھرپور۔کارکن تحریک جدید ربوہ)

سب سے زیادہ بنی نوع انسان کا ہمدرد

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

قرآن کریم کی تعلیم سے واقف سبھی لوگ جانتے ہیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے واقف سبھی لوگ جانتے ہیں کہ اس سے زیادہ بنی نوع انسان کا ہمدرد وجود نہ پیدا ہوا نہ ہوسکتا ہے۔عقلاً ممکن نہیں کہ کوئی انسان ان حدوں سے تجاوز کر جائے جو نیکی اور رحمت کی حدیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوئی تھیں۔

(خطبات طاہر جلد 6 ص 648)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ   مطبع: ضیاء الاسلام پریس   مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ   قیمت 5 روپے

دہریہ مذہب کی تردید

ہستی باری تعالیٰ کے دلائل، حضرت مسیح موعود کا ایک قدیمی اور نایاب مضمون

الحکم 21 مئی 1909ء میں یہ مضمون شائع کرتے ہوئے ایڈیٹر الحکم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے لکھا:

دہریہ مذہب کی تردید پر حضرت مسیح موعود نے قریباً چالیس برس گزرے ایک مضمون لکھا تھا وہ مضمون آج تک کہیں طبع نہیں ہوا ایڈیٹر الحکم کو جو حضرت مسیح موعود کی پرانی تحریروں اور قلمی یادداشتوں کے حصول کا خصوصاً خواہشمند رہتا ہے اور ایک عجوبہ روزگار کے عاشق کی طرح ہر جگہ انہیں تلاش کرتا رہتا ہے یہ مضمون جناب خان صاحب مرزا سلطان احمد صاحب افسر مال جالندھر کے توسل سے مل گیا ہے ان کے ذریعہ حضرت کی پرانی تحریروں کا اچھا خاصا ذخیرہ اسے مل چکا ہے جو وقتاً فوقتاً کسی نہ کسی رنگ میں شائع ہوں گی حضرت مسیح موعود کی اس برسی پر میں مندرجہ عنوان ایک لطیف مضمون نذر قارئین کرتا ہوں۔ امید ہے یہ نہایت دلچسپی اور شوق سے پڑھا جائے گا۔ خصوصاً اس لحاظ سے کہ یہ ایسے وقت لکھا گیا جب ابھی حضرت ممدوح خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہیں ہوئے تھے اگرچہ اس قسم کے مضامین حضرت مسیح موعود کی سیرت کا ایک جزو ہوں گے لیکن میں نے اس وقت تک ناظرین کو منتظر نہ رکھنا چاہا اس لئے اب پیش کرتا ہوں اور ناظرین الحکم سے اتنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے اس خادم کے لئے خصوصاً دعا کریں جس نے انہیں ایک ایسا گرانقدر اور نایاب و نادر تحفہ مفت پیش کر دیا ہے۔ (ایڈیٹر)

سوال دہریہ:۔ خدا کا اگر جسم نہیں ہے تو کیا چیز ہے؟

جواب:۔ جسم اسے کہتے ہیں کہ وزن ہو سکے کہ اتنے سیر ہے یا اتنے من ہے اور مسافت ہو سکے کہ اتنا لمبا ہے یا اتنا چوڑا ہے۔

خدا ایک نور ہے۔ جو سب نقصانوں سے پاک ہے۔ اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض۔

جب ہم روح کی طرف دیکھتے ہیں تو ہم کو یقین ہو جاتا ہے کہ دنیا میں ایسی بھی چیزیں ہوتی ہیں کہ جسم نہیں ہیں اور پھر موجود ہیں۔ وفی انفسکم افلا تبصرون۔

ایک دلیل وجود خدا تعالیٰ پر یہ ہے کہ زمانہ کا ابتدا ضرور ایک ماننا پڑتا ہے کیونکہ اگر زمانہ کا ابتدا نہیں تو چاہئے کہ بنی آدم تمام زمین کو روک لیں اور ایک کہنہ جگہ خالی نہ ہوئی حالانکہ حکیموں نے تجربہ کر کے تخمینہ لگا دیا ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت سے سات ہزار برس تک تمام ربع مسکون بھر سکتا ہے اگر سات ہزار برس سے زیادہ مدت گزرے تو اس کے واسطے کوئی اور زمین چاہئے ہر ایک آدمی سوچ سکتا ہے کہ اس کی قوم کے کس قدر آدمی دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں مثلاً آج سے آٹھ سو برس سے مغول نام ایک شخص تھا جس کی اولاد قوم مغل ہے اب شمار کرو کہ اب کتنے مغل ہیں اسی طرح کل عرصہ تین سو برس کا گزرا ہے کہ باوا نانک صاحب ایک شخص ہوا ہے اب اس کی اولاد ہزارہا ہوئی ہیں اس دلیل سے معلوم ہو کہ دنیا کا ایک ابتدا ہے اور ایک انتہا ہے ابتدا اس سے ثابت ہوا کہ جیسا اوپر کی طرف نظر کرتے جاؤ تو دنیا کا کتنا ثابت ہوتا ہے۔ اور انتہا اس سے ثابت ہوا۔ کہ زمین ایک میدان محدود ہے غیر محدود پیدائش کی گنجائش نہیں رکھتا تو ناچار کسی دن اس دنیا کا خاتمہ ہے پس جس چیز کا ابتدا اور انتہا ہے وہ چیز مصنوعی ہے قدیمی نہیں رہ سکتی اور جب مصنوعی ہوئی تو اس کا ایک صانع ماننا پڑا اور وہ خدا ہے۔

اگر یہ کہو کہ بعض خاندان میں کثرت اولاد نہیں اتنے کے اتنے رہتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک عارضہ ہے ورنہ تجربہ سے ثابت ہے کہ ایک بکری آدمی خریدتا ہے تو اس کا ریوڑ بن جاتا ہے اور یہ ایک قاعدہ ہے کہ دنیا میں طبعی موت ساٹھ ستر برس کے بعد آتی ہے اور پرورش پندرہ برس کے بعد شروع ہو جاتی ہے اور اس پر صاف دلیل یہ ہے کہ جو جز میرے پہلے آباد نہ تھے وہ آباد ہیں۔

دوسری دلیل وجود واجب الوجود پر یہ ہے کہ کوئی مصنوع بغیر صانع کے نظر نہیں آتا اور ایک چھوٹا سا کوٹھا بغیر بنانیوالے کے بن نہیں سکتا۔ پھر اتنا بڑا کوٹھا کہ جس کی فرش کا محیط چوبیس ہزار میل سے زیادہ ہے اور جس کی سقف کمال صفائی سے محکم طور پر بنائی گئی ہے اور جس کے اوپر چراغ رکھے ہیں کہ تا روشنی بخشیں اور ایسی ترتیب ہے کہ ایک کو سب سے اعلیٰ بنایا ہے اور باقی کو روشن تابع مقرر کیا ہے کس طرح بغیر بنانے والے کے خود بخود بن گیا۔

اس جگہ دہریہ یہ سوال کرتے ہیں کہ دنیا کے کوٹھوں کو بنانے والوں کو ہم بچشم خود دیکھتے ہیں لیکن آسمان زمین بنانے والا ہم کو نظر نہیں آتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کوٹھا بنانے والا نظر آتا ہو تو دلیل پکڑنے کی کیا حاجت تھی دلیل تو اسی جگہ پکڑی جاتی ہے کہ جب ایک شے کا وجود بغیر اس کے نظر آنے کے ثابت کرنا پڑتا ہے۔ دیکھو مصر میں ایسے ایسے قدیم عمارت موجود ہیں۔ کہ اب اس زمانہ کے لوگ ان کو بنا نہیں سکتے لیکن یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ وہ بھی معمار تھے جنہوں نے ان کو بنایا مصنوع کی صانع پر ذاتی دلالت ہے خواہ صانع نظر آتا ہو یا نہ آتا ہو۔ اگر ایک آدمی ایک نئی کل پیدا کرے جو ایک آدمی نے پہلے نہیں کی اور اس جنس کی صنعت پہلے کسی نے نہیں بنائی اور وہ آدمی ہم نے دیکھا بھی نہ ہو تو کیا ہم ایسا خیال کریں گے۔ کہ وہ صنعت خود بخود بن گئی۔ ہر ایک عقلمندی کا کام ایک عاقل کی دستکاری پر دلالت کرتا ہے یہ مثال تعصب اور تاریکی نفس ہے کہ باجود اقرار اس بات کے کہ ایک صنعت کو دیکھ کر یہ کہیں کہ فی الحقیقت یہ عاقلانہ کام ہیں پھر انکار کریں کہ کسی عاقل کی بنائی ہوئی نہیں ذی شعور اور غیر ذی شعور کے فعل میں ہمیشہ ایک فرق ہوتا ہے جس مصنوع میں یہ علامت پائی جاوے کہ اس کے صانع نے اپنے مطالب کو بالارادہ مدنظر رکھا ہے اور فعل عبث ہیں تو اس مصنوع پر عقل سلیم حکم کرے گی کہ یہ کسی صانع ذی شعور کا فعل ہے جیسے اگر کسی کاغذ پر سیاہی گر جائے تو ممکن ہے کہ انسان نے گرائی ہو یا کسی چوہے نے گرائی ہو یا یونہی اتفاقاً گر پڑی ہو لیکن اگر کسی کاغذ پر ایک صفحہ کسی کتاب کا لکھا جائے جو کوئی ضروری مطلب اس سے معلوم ہوتا ہو تو کوئی دانا نہیں کہے گا کہ خود بخود بغیر کاتب کے لکھا گیا پھر اگر یہ ایسے وضع کے حرف ہوں کہ پہلے اس وضع کے حرف ہم نے نہیں دیکھے لیکن جب ہم نے غور سے دریافت کر لیا کہ یہ ہی حرف ہیں اور اس کی عبارت میں صدہا صفحہ پر برابر بنتے چلے گئے تو پھر اگرچہ ہم نے اس کے کاتب کو نہیں دیکھا اور نہ اس نئی طرز کے کہیں حروف دیکھے۔ لیکن اس میں کیا شک رہے گا کہ ضرور یہ کسی کاتب کا ایجاد ہے۔

دیکھو اگر یہ کوٹھا زمین آسمان ایک چھوٹا کوٹھا ہوتا تو تم اس کی کمال خوبصورتی دیکھ کر ضرور کہتے کہ کسی دانا انسان کا بنایا ہوا ہے پس اب سوچنا چاہیے کہ جس حالت میں اگر یہ چھوٹا کوٹھا بھی بغیر بنانے والے کے بن نہیں سکتا تھا۔ تو اب کہ بڑا کوٹھا ہے بغیر بنانے والے کے کس طرح بن گیا۔

تیسری دلیل وجود خدا تعالیٰ پر یہ ہے کہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک چیز دوسری چیز کی مدد سے یہی ہوتی ہے جیسے درخت بانی کی مدد سے اور بارش ہوتی ہے آفتاب کی مدد سے اور وجود حیوانات کا ہوتا ہے دوسری حیوانات کی مدد سے اور زمین پر کوئی چیز نظر نہیں آتی کہ بغیر دوسری کے اس کا بچا ہو سکے یا پیدا ہو سکے پس ایک وجود ایسا ماننا پڑا جو سب کا مددگار ہو وہی واجب الوجود ہے۔

آدمی بنا نطفہ سے اور نطفہ بنا اناج سے اور اناج بنا مٹی سے اور مٹی کہاں سے بنی؟ اگر کہو کہ مٹی خود بخود چلی آئی ہے تو یہ بات ناقص ہے کیونکہ خود بخود وجود اس چیز کا ہوتا ہے جو دوسری کی کسی حالت میں محتاج نہ ہو لیکن مٹی اکٹھا رہنے میں پانی کی محتاج ہے اگر مٹی میں پانی نہ ملا ہو تو مٹی کو ہوا اڑا کر لیجائے اور نیز مٹی نباتات کی اگانے میں پانی کی محتاج ہے اور کئی محتاج چیز قدیمی نہیں ہو سکتی اور محتاج کو نہیں کہہ سکتے کہ اس کا وجود واجب ہے علاوہ اس کے مٹی سے درخت پیدا ہوتے ہیں اور وہ اس سے بہتر ہیں اور ناقص واجب الوجود نہیں ہو سکتا۔

دلیل چہارم یہ ہے کہ فرمایا ہے خدا تعالیٰ نے **فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین** اور نیز فرمایا ہے **افی اللّٰہ شک فاطر السمٰوٰت والارض** ان دونوں آیتوں کے یہ معنی ہیں کہ ملاحظہ عالم سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ایک چیز ایک چیز کی خالق اور خاطر ہے۔ جیسے سورج کی گرمی سے بخارات پیدا ہوتے ہیں اور بخارات سے بادل پیدا ہوتا ہے اور بادل سے پانی پیدا ہوتا ہے اور پانی سے پھل پیدا ہوتے ہیں لیکن خدا احسن الخالقین ہے اور اسی طرح خدا فاطر السمٰوٰت والارض ہے جو ان کو عدم سے وجود بخشتا ہے۔

پھر اگر وجود خدا نہ ہو تو دروازہ تمام خیرات کا بند ہو جاتا ہے۔ کیونکہ تمام لوگ اس طرح خیرات کرتے ہیں کہ اس خیرات کے دینے سے ہمارا فائدہ ہے اور کوئی شخص بلا لحاظ فائدہ نقصان کے کوئی کام نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایسا کام اس کی نظر میں محض عبث ٹھہرتا ہے اسی طرح وجود خدا نہ ماننے والا بدی سے ڈر نہیں سکتا کیونکہ بدی اسی لحاظ سے بدی ہوتی ہے کہ اس کا بدنتیجہ ہے اگر اس کا نتیجہ بد نہ کہا جائے تو پھر ہرگز دل اس کو بد نہیں خیال کر سکتا پھر اگر بدی کرنے میں کسی کا خوف نہ ہو تو پھر بدی کرنے سے کون مانع ہے اور اگر کہو کہ بادشاہ اور حاکم مانع ہیں ہم کہتے ہیں کہ بادشاہوں اور حاکموں کو کون مانع ہے جو شخص صاحب قدرت ہے اس کو کس کا خوف ہے علاوہ اس کے حاکم اور بادشاہ ہر وقت حاضر ناظر نہیں ہوتے اور نہ انسان خیال کرتا ہے کہ وہ میرے کاموں کو ہر وقت دیکھتے ہیں۔

اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم زمین و آسمان کے صانع کو نہیں دیکھتے اس واسطے اس پر ایمان نہیں لاتے یہ ان کی صاف شرارت ہے کیونکہ اگر اس دنیا میں صانع دیکھا جاتا تو پھر یہ دنیا دنیا نہ رہتی اور نہ کسی کو نیک کام کرنے میں ثواب ہوتا اس واسطے کہ ثواب اسی وقت تک ہے کہ جب آدمی تقویٰ اختیار کر کے بحالت پوشیدگی خدا کے اوپر ایمان

درج ok 11-12-2013

لاوے اور اگر خدا اپنی ذات کو خود بخود ظاہر کرے تو پھر اس کا ثواب کیا **ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب**۔ یعنی یہ کتاب ان متقیوں کے لیے ہدایت ہے کہ خدا پر حالت پوشیدہ ہونے اس کے میں اس پر ایمان لاتے ہیں۔

دوسری دلیل وجود خدا تعالیٰ پر یہ ہے کہ تمام مخلوقات کے خیالات کا اسی پر اتفاق ہے کہ ایک ذات رب العالمین ہے اور نیز اس بات پر اتفاق ہے کہ حقیقت میں صنعت زمین آسمان کی، ایک ایسی صنعت ہے کہ بجز صانع کے ہرگز نہیں بن سکتی پس جس بات کو بہت دانا تجویز کریں۔ وہی حق ہوتی ہے سو سیانے اکومت مورکھ آپو آپنی۔

دہریہ کہتے ہیں کہ ہم نے زمین و آسمان کے صانع کو نہیں دیکھا اور صانع ہر ایک چیز کے ہم کو نظر آتے ہیں پھر کس طرح وجود صانع پر یقین کریں

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر صانع نظر نہ آوے تو مصنوع تو نظر آتا ہے اور اگر شے مصنوع ہے اور نہایت کاریگری سے بنائی گئی ہے مگر اس کا صانع نظر نہیں آتا۔ تو یہ تو ہم ضرور کہیں گے کہ کسی شخص نے اس کو ضرور بنایا ہے بحث تو یہ ہے کہ مصنوع صانع پر دلالت کرتا ہے یا نہیں دہریہ کہتے ہیں کہ خواہ نہاہت ہی عقلمندی کا کام ہو اور پرلے درجہ کی کاریگری ان میں پائی جاتی ہوں پھر جب تک ہم صانع نہ دیکھیں گے اس پر ایمان نہ لائیں گے یہ ان کی شرارت ہے ورنہ صانع کے دیکھنے کی کچھ ضرورت نہیں جو کام عقلمندی کا ہے جب ہم پر ثابت ہو جائے کہ عقلمندی کا ہے تو بلا اختیار ہمارے دل میں بیٹھ جائے گا کہ کسی عاقل نے بنایا ہے۔

زمین و آسمان میں جتنی چیزیں ہیں ہم ان کو بچشم خود دیکھتے ہیں کہ ایک چیز دوسری چیز کی مدد سے بنتی ہے اور ایک چیز دوسری چیز کی مدد سے قائم رہتی ہے بلکہ زمین آسمان کی مدد سے اپنی طاقتیں ظاہر کرتی ہے اس صورت میں یہ سوال دہریہ پر جاتا ہے۔ کہ زمین و آسمان کس کی مدد اور آسرا سے پیدا ہوئے ہیں اور اب تک قائم رہے ہوئے ہیں دہریہ اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ زمین و آسمان اپنی شہادت سے قائم ہیں پس ان پر یہ سوال ہوتا ہے کہ سہارا باپ کا بیٹے سے پہچانا جاتا ہے جو کچھ زمین و آسمان میں پیدا ہوتا ہے وہ ان دونوں کا بیٹا ہے اور بغیر آسرے کے ٹھہر نہیں سکتا اس سے معلوم ہوا کہ یہی شہادت زمین و آسمان ہے کیونکہ مولود کا والد سے مختلف سہارا نہیں ہوسکتا۔

جو کام عقلمندی کا ہے جب ہم پر ثابت ہو جائے گا کہ عقلمندی کا ہے تو پھر اس بات کی حاجت نہ رہے گی کہ پھر ہم اس کے صانع کو دیکھیں دلیل اس پر یہ ہے کہ جس فعل میں صریح معلوم ہو کہ اس کے فاعل نے دیدہ و دانستہ اس کی بنالی سے ایک بات کا قصد کیا ہے اس فعل کو کوئی بھی نادان اتفاقی طور پر نہیں مانے گا بلکہ یہی سمجھے گا کہ ضرور اس کا ایک فاعل ہے مثلاً اگر سیاہی کاغذ پر یونہی پڑ جائے تو اس میں شک ہوگا کہ کس طرح پڑ گئی لیکن اگر ورق دو ورق حرف لکھے جائیں اور حرف بھی وہ حرف کہ جن میں کوئی مقصد کاتب کا معلوم ہوتا ہو تو اس کو کوئی عقلمند نہیں کہے گا کہ خود بخود لکھے گئے۔

پھر دہریہ سے یہ سوال ہے کہ تم کو جوان اور بوڑھا کون کرتا ہے۔ یہ کس چیز کی تاثیر ہے؟

پھر دہریہ سے یہ سوال ہے کہ سورج اور چاند اور زمین اور ہوا جو تمہاری خدمت میں مشغول ہیں اور تمہاری خدمت سے الگ نہیں ہوتے تم ان کا احسان مانتے ہو یا نہیں اگر تم کہو کہ بغیر شعور کے یہ کام میں لگے ہوئے ہیں تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ جو فعل بغیر شعور کے اور بغیر نگرانی دوسرے کے ہوتا ہے وہ بگڑ جاتا ہے اور اگر شعور سے ہو تو تم کو ان کا ممنون ہونا چاہئے۔

پھر دہریہ سے ہمارا سوال یہ ہے کہ آفتاب کا نکلنا اور بارشوں کا ہونا اتفاقی ہے یا کسی کے تصرف میں ہے اگر اتفاقی ہے تو چاہئے کہ کیوں دنیا نہ رہے اور بہت بارشوں سے یا بہت دھوپوں سے فصل برباد ہو جائے کیونکہ اتفاقی امر میں خطا بھی ہو جاتا ہے اور اگر اسے کسی تصرف سے ہے تو وجود خدا کا ثابت ہوا کیونکہ خدا وہی ہے جو دنیا میں متصرف ہے۔

پھر دہریہ کہتے ہیں کہ کسی نے خدا کو دیکھا نہیں مگر خدا کا وجود ہوتا تو اس کو کوئی دیکھتا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بندوں کو خدائی دل کی آنکھ سے اپنے دیدار دکھاتا ہے کہ پھر جو لوگ ان کے تابع ہوئے اور ان کی پیروی کے وہ اس درجہ تک پہنچ گئے جوان کو خدائی اپنی پہچان بخشے اس صورت میں یہ دعویٰ جو کسی نے خدا کو دیکھا نہیں باعمل ہوا اس کی مثال یہ ہے کہ ایک اندھا وجود آفتاب سے منکر ہو اور کہے کہ جب تک میں نہ دیکھ لوں آفتاب پر یقین نہ کروں گا اس کا یہی جواب ہے کہ تو اندھا ہے اور آنکھ سے آفتاب کو نہیں دیکھ سکتا۔ تیرے واسطے طریق حصول تحقیق یہ ہے کہ جنہوں نے دیکھا ہے ان کے بیان پر اعتماد کرنا یا پہلے اپنی آنکھوں کا علاج کرا پھر اس کو دیکھ لے گا۔

ہم دہریہ سے پوچھتے ہیں کہ سکھ دکھ دینے والا کوئی دوسرا ہے۔ یا اپنے تدبیر سے مل سکتا ہے اگر اپنی تدبیر سے مل سکتا ہے تو کیوں تمام لوگ اپنی عمر زیادہ نہیں کر سکتے۔ آرام زیادہ نہیں کر سکتے ایک بوڑھا ہو کر مرتا ہے ایک جوان ہی مر جاتا ہے حالانکہ سب کوئی عمر زیادہ چاہتا ہے۔ بعض وقت آدمی سکھ چاہتا ہے اور غیب سے اس پر دکھ آپڑتا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ سکھ دکھ دینے والا کوئی اور نہیں ہے اور وہی خدا تعالیٰ ہے۔

(الحکم 21 مئی 1909ء صفحہ 1)

مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب

رفیق حضرت مسیح موعود

حضرت مرزا سلطان محمود بیگ صاحب آف پٹی

بھارتی صوبہ پنجاب کے شہر امرتسر سے 45 کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک شہر ’’پٹی‘‘ (Patti) آباد ہے، یہ شہر تقسیم ملک سے پہلے ضلع لاہور کی ایک تحصیل تھی لیکن تقسیم کے بعد یہ بھارت کی زمین کا حصہ بن گیا۔ یہاں مغل خاندان کے ایک فرزند حضرت مرزا محمود بیگ صاحب کو حضرت مسیح موعود کی بیعت و زیارت کا شرف حاصل تھا۔

حضرت اقدس سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی۔ آپ آخری عمر میں ڈگری ضلع میرپور خاص سندھ میں بھی رہے۔ آپ نے اپریل 1958ء میں وفات پائی۔

(الفضل 15 جون 1958ء صفحہ 5)

حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب آپ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’مرزا صاحب مرحوم کے والد مولوی مرزا فتح محمد بیگ صاحب عربی کے باقاعدہ تعلیم یافتہ عالم تھے۔ آپ پٹی تحصیل قصور ضلع لاہور کے رؤسا اور کرسی نشینوں میں سے تھے اور منصف تھے۔ مسلمانوں کی بہتری کے لیے دست کاری پر زیادہ زور دیتے تھے اور اس کے لیے قصور میں ایک باقاعدہ سکول بھی کھولا ہوا تھا۔ ان کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ضلع ہوشیار پور میں بعض با اثر آسودہ حال مسلمان راجپوت عیسائی مشنریوں کے اثر کے ماتحت عیسائیت قبول کر رہے تھے اس کو روکنے کے لئے ہوشیار پور کے مسلمانوں نے مولوی مرزا فتح محمد بیگ کو بلوایا اور آپ کے جاتے ہی عیسائیت کی تحریک ناکام ہوگئی، اس پر مشنری پادریوں نے جو اکثر با اثر انگریز تھے مرزا صاحب کے خلاف حکام کے پاس شکایت کی چنانچہ حکومت نے مرزا صاحب کو.... گرفتار کر لیا اور مقدمہ چلا کر چند ماہ قید رکھنے کے بعد ضلع بدر کر دیا۔ وطن واپسی پر مرزا صاحب مرحوم چند دن قادیان میں ٹھہرے اور حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر قصور میں واپس آ کر 1887ء میں فوت ہو گئے اور آپ کی اولاد کو یتیمی کا زمانہ دیکھنا پڑا۔

مرزا محمود بیگ صاحب سے میری پہلی ملاقات 1896ء میں قصور میں ہوئی۔ میری عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی اور مرزا صاحب مجھ سے سات یا آٹھ سال بڑے تھے اور ایک ہی سکول میں پڑھتے تھے اس لئے آپ مجھ سے چھوٹے بھائیوں کی طرح محبت کرتے تھے اور ہر قسم کی مدد اور حفاظت کرتے تھے، کھیل اور سیر و تفریح کے وقت بھی مجھے ساتھ لے جاتے تھے۔ مجھے ان کی تاریخ بیعت تو معلوم نہیں غالباً 1896ء یا 1897ء میں بیعت کر لی تھی۔

بیعت کے بعد اُن کی طبیعت میں یک لخت ایک غیر معمولی اور نمایاں تغیر نیکی اور دین کی طرف ہوا اور جوانی میں طبیعت دنیاوی امور سے نفرت کرنے لگی اور فرض نمازوں کے علاوہ تہجد باقاعدہ شروع کر دی، مَیں رات کے وقت اکثر ان کی دعاؤں میں گریہ زاری کی آواز سے جاگ پڑتا تھا۔ آپ غالباً 1898ء میں قصور سے میٹرک پاس کر کے قادیان چلے گئے، وہاں جا کر تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ملازمت اختیار کر لی اور اپنے اہل و عیال کو بھی ساتھ لے گئے اور اپنے چھوٹے بھائی مرزا سلطان احمد کو بھی ساتھ لے گئے اور سکول میں داخل کروا دیا لیکن 1902ء یا 1903ء میں ملازمت سے علیحدگی اختیار کر لی اور حضرت مسیح موعود کے مشورہ سے گوجرہ ضلع لائلپور (حال ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ ناقل) میونسپل سکول میں ملازمت اختیار کر لی۔ جتنا عرصہ وہاں رہے جماعت کے امام الصلوٰۃ اور پریذیڈنٹ رہے، جب تک جماعت نے اپنی (بیت) تعمیر نہ کر لی پنجگانہ نماز اور جماعت کے اجلاس وغیرہ آپ کے مکان پر ہوتے رہے۔ قادیان کی ابتدائی رہائش میں آپ کے متعدد بچے قادیان میں ہوئے۔ گوجرہ میں تقریباً 30 سال ملازمت کی اور غالباً 1935ء کے قریب ملازمت سے فارغ ہو کر بمع اہل و عیال واپس قادیان دارالامان پہنچ گئے اور بذریعہ تجارت گزارہ کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی اور تقریباً 1940 یا 1941ء میں قادیان سے پٹی میں اپنی جدی اراضیات پر قبضہ حاصل کیا اور علاقہ قصور میں جو اراضیات تھیں وہ اپنے چھوٹے بھائی مرزا سلطان احمد صاحب کو دے دیں اور تقسیم ملک کے بعد پٹی سے سندھ چلے گئے۔

قادیان کو مرزا صاحب اپنا وطن سمجھتے تھے اور گوجرہ رہائش کے دوران میں بمع اہل و عیال اکثر قادیان آتے رہتے تھے اور لمبا عرصہ رہائش رکھتے تھے، پٹی یا قصور نہیں جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود کے خاندان سے آپ کا خاص تعلق تھا اور اکثر حضرت اماں جان کے پاس یا حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے پاس رہائش رکھتے تھے چنانچہ 1927ء میں جب میری شادی صادقہ بیگم سے ہوئی تو اس

وقت آپ بمع اہل وعیال حضرت میاں صاحب کے مکان پر ہی ٹھہرے تھے اور وہیں رخصتانہ ہوا اور یہ رشتہ بھی حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی کوشش کا نتیجہ تھا۔ مرحومہ صادقہ کی پیدائش قادیان میں ہوئی تھی، یہ گوجرہ جانے سے پہلے کا واقعہ ہے اور حضرت مسیح موعود نے صادقہ مرحومہ کو گڑھتی بھی دی جس کو ہم اپنے خاندان کی خوش نصیبی کیلئے نیک فال سمجھتے ہیں۔ جب مرزا محمود بیگ پہلی دفعہ قصور سے قادیان دارالامان آئے تو حضرت مسیح موعود کے مکان پر رہائش تھی۔ میری خوش دامن صاحبہ کا نام بھی مبارکہ بیگم تھا چونکہ یہی نام حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا بھی تھا، میری خوش دامن کا نام فضل النساء رکھ دیا چنانچہ اسی نام سے وہ موسوم رہیں۔

جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں مرزا محمود بیگ دن رات کا اکثر حصہ نماز، دعا اور نوافل میں گزارتے تھے اور نماز انتہائی گریہ وزاری سے ادا کرتے تھے۔ میل ملاقات وسیع نہیں تھا لیکن جب ملتے تھے تو محبت اور انکسار سے ملتے تھے اور حاجت مندوں کی حسب مقدرت امداد کرتے تھے اور جماعت کے کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔

ان کی دعاؤں کا ایک خاص طریقہ یہ تھا کہ لکھ کر دعا کرتے تھے تا کہ دعا کے وقت توجہ قائم رہے۔ صاحب کشوف اور رؤیا بھی تھے۔ آپ حضرت مسیح موعود کی کتب بار بار غور سے پڑھتے تھے، خطبہ الہامیہ کا اکثر حصہ حفظ کیا ہوا تھا اور بار بار پڑھتے رہتے تھے۔

(الفضل 15 جون 1958ء صفحہ 5)

اہلیہ محترمہ کا ذکر خیر

حضرت مرزا محمود بیگ صاحب کی اہلیہ محترمہ کا نام حضرت فضل النساء بیگم صاحبہ تھا۔ حضرت فضل بیگم صاحبہ کو بھی حضرت اقدس مسیح موعود کی بیعت اور قادیان میں حضرت اقدس کی خدمت اور حضرت اماں جان کی صحبت میں قیام کا شرف حاصل تھا۔ آپ کی بیان کردہ بعض روایات سیرت المہدی حصہ پنجم میں درج ہیں، آپ بیان کرتی ہیں:

''جب میں پہلی بار قادیان آئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے مکان پر ٹھہری۔ تیسرے دن حضرت بیوی جی صاحبہ مجھے حضرت صاحب کے پاس لے گئیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا ''یہ کون ہے؟'' حضرت اماں جان نے کہا کہ مرزا فتح محمد صاحب کی بہو اور مرزا محمود بیگ صاحب کی بیوی ہیں اور پٹی سے آئی ہیں۔ آپ نے فرمایا ''ہم جانتے ہیں مرزا صاحب سے ہماری خط وکتابت ہے۔'' پھر میں چلی آئی، دوسرے دن میری بیعت ہوئی، حضور جو لفظ فرماتے تو وہ اماں جان دہراتی جاتی تھیں اور میں بھی ان کے ساتھ کہتی جاتی۔ اس وقت نیچے جو دالان ہے اُس میں بیٹھے تھے، حضور نے پوچھا کہ ''آپ کی نندوں کا رشتہ ہو گیا؟'' میں نے کہا ''جی نہیں۔'' میرا بھائی دیر سے بیمار تھا، میرے خاوند نے کہا کہ حضور سے اجازت لے کر چلو تمہارا بھائی بیمار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ''کوئی خطرہ کی بات نہیں۔'' پھر ہم دو ماہ بعد پٹی چلے گئے۔

(روایت نمبر 1290)

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کا ذکر ہے کہ چارپائیوں کی ضرورت تھی تو جلسہ والے ہم سب گھر والوں کی چارپائیاں لے گئے۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے میاں نجم الدین صاحب کو بلا کر فرمایا ''فضل بیگم کی چارپائی کیوں لے گئے ہو؟ کیا وہ مہمان نہیں؟ بس ان کی چارپائی جہاں سے لائے ہو وہیں پہنچا دو۔'' وہ بیچارے لا کر بچھا گئے۔

(روایت نمبر 1323)

''میں اکثر یہاں رہا کرتی تھی اور میرے خاوند قصور رہا کرتے تھے۔ وہ قصور سے آئے تو کچھ قصوری جوتیاں اور خربوزے لائے اور حضور کی خدمت میں پیش کئے اور ایک خط بھی بھیجا جس میں لکھا ہوا تھا کہ حضور مجھے کوئی کام نہیں آتا، حضور مجھے اپنے کپڑے ہی دھونے کیلئے دے دیا کریں۔ میں وہاں پر ہی بیٹھی تھی، حضور نے فرمایا ''فضل! مرزا صاحب تمہارے کپڑے دھویا کرتے ہیں؟'' میں نے کہا کہ حضور وہ تو کبھی گھڑے میں سے پانی بھی ڈال کر نہیں پیتے۔ حضور ہنس پڑے اور فرمایا کہ ''ہم سے تو کپڑے دھونے کا کام مانگتے ہیں۔''

(روایت نمبر 1380)

''جب میری لڑکی صادقہ پیدا ہوئی جو اب چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی بیوی ہے تو میں میاں احمد نور کے مکان میں تھی۔ حضور مولوی عبدالکریم صاحب کی بیوی کو روز بھیج دیتے کہ ''جا کر کھانا وغیرہ پکا کر دو'' جب ذرا دیر ہو جاتی تو آپ فوراً بلا کر بھیج دیتے اور کہتے ''مولویانی! تم گئی کیوں نہیں؟ جلدی جاؤ۔'' (روایت نمبر 1395)

''حضرت مسیح موعود بچوں سے بہت محبت کیا کرتے تھے، ہر وقت اپنے پاس کوئی چیز رکھتے تھے۔ میری بڑی لڑکی چار سال کی تھی اور اس کو کالی کھانسی تھی۔ وہ کہتی تھی کہ اگر حضرت صاحب مجھے کچھ دیں گے تو مجھے آرام ہو جائے گا۔ حضور کچھ لکھ رہے تھے، حضور نے بکس کھولا اور دونوں ہاتھ بھر کے منقہ دیا اور ایک سفید رومال میں باندھ دیا اور فرمایا کہ سارا نہ کھا جائے، تھوڑا تھوڑا کھائے گرم ہوتا ہے۔ وہ کھانے لگی، اس کے کھاتے ہی اس کو کھانسی سے آرام ہو گیا۔ ورنہ ہم تو بہت علاج کر چکے تھے، حضور کے ہاتھ کی برکت تھی۔''

(روایت نمبر 1398)

''میری لڑکی آمنہ جب حضرت صاحب کے پاس آتی تو حضور مٹھائی دیتے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو آمنہ کہتی کہ حضرت صاحب نماز اندر ہی پڑھیں۔ اماں جان فرماتیں کہ اس کی مرضی ہے کہ اندر نماز پڑھی جائے اور مجھ کو مٹھائی جلدی ملے تو حضور مٹھائی دے کر جاتے۔'' (روایت نمبر 1400)

آپ دونوں میاں بیوی حضرت اقدس سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ آپ کے خاوند کے نام حضرت اقدس کا ایک مکتوب یہاں درج کیا جاتا ہے جس سے علم ہوتا ہے کہ اپنی بچیوں کے رشتہ کے متعلق بھی آپ حضرت اقدس کی تجاویز اور دعاؤں کے خواہاں تھے۔ حضور فرماتے ہیں:

''عزیزی اخویم مرزا محمود بیگ صاحب سلمہٗ

... آج کی ڈاک میں آپ کا خط مجھ کو ملا اور اوّل سے آخر تک پڑھا گیا۔ درحقیقت لڑکیوں کے معاملات میں بڑی مشکلات پیش آئی ہیں اور اگر لڑکا لائق اور نیک چلن اور خوش قسمت نہ ہو تو لڑکی کے لئے مصیبت کے ایام پیش آ جاتے ہیں۔ ایک کم حیثیت کے آدمی سے جو کمپونڈر ہونے کی لیاقت رکھتا تھا، ناطہ ہونا لڑکی سے بڑی سختی ہے، تنگی رزق میں تمام عمر دوزخ کی طرح گذرتی ہے۔ یہ بہتر ہوگا کہ کوئی لائق لڑکا تلاش کیا جائے۔ میں بھی اس فکر میں ہوں کہ اپنی اولاد کا کسی جگہ ناطہ کروں مگر میرے لڑکے بہت چھوٹے ہیں، ایک کا اب گیارھواں برس شروع ہوا ہے، دوسرے کا ساتواں جاتا ہے، تیسرے کا پانچواں شروع ہوا ہے۔ علاوہ اس کے مجھے اپنی اولاد کے لئے یہ خیال ہے کہ ان کی شادیاں ایسی لڑکیوں سے ہوں کہ انہوں نے دینی علوم اور کسی قدر عربی اور فارسی اور انگریزی میں تعلیم پائی ہو اور بڑے گھروں کے انتظام کرنے کے لئے عقل اور دماغ رکھتی ہوں۔ سو یہ باتیں کہ علاوہ اور خوبیوں کے یہ خوبی بھی ہو، خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ پنجاب کے شریف خاندانوں میں لڑکیوں کی تعلیم کی طرف اس قدر توجہ کم ہے کہ وہ بیچاریاں وحشیوں کی طرح نشوونما پاتی ہیں۔ اگر قوم کا پاس نہ ہو تو بعض لائق اور شریف جوان ہماری جماعت میں موجود ہیں جن سے ایسا تعلق ہو جانا نہایت خوش قسمتی ہے۔ یہ قومیں جیسے مثلاً جٹ، ارائیں اپنے طور پر شریف ہیں اور بہت سے بااقبال آدمی ان میں پائے جاتے ہیں مگر افسوس کہ بڑی قوم کے آدمی ان لوگوں کو اپنی لڑکیاں دینا نہیں چاہتے۔ چنانچہ یہ تجربہ ہو چکا ہے کہ بعض آدمی رشتہ کو قبول کر کے جب سنتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں ذات کا ہے تو پھر منحرف ہو جاتے ہیں۔ اور مردوں کی طرف سے جو جوان اور تعلیم یافتہ ہیں یہ شرط ہوتی ہے کہ جس لڑکی سے ان کی شادی کی تجویز کی جاوے وہ خوبصورت ہو، عقلمند ہو، باسلیقہ ہو۔ چنانچہ حال میں ہی یہ اتفاق پیش آیا ہے کہ بعض اپنے لائق نوجوان تعلیم یافتہ دوستوں کی کسی جگہ ناطہ کی تجویز کی گئی اور پھر انھوں نے اپنے طور پر جاسوس عورتیں بھیج کر لڑکی کو دکھلایا اور جس جگہ شکل صورت اور لیاقت اور فہم ان کی مرضی کے موافق ثابت نہ ہوئے، اس جگہ انھوں نے انکار کر دیا۔ یہ مشکلات پیش آ جاتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ ہر ایک مشکل کشائی پر قادر ہے۔ آپ کو مناسب ہے کہ کبھی کبھی دو تین ہفتہ کے لئے ہمارے پاس قادیان میں آ جایا کریں کیونکہ صحبت میں علمی ترقی ہوتی ہے بلکہ اکثر آنا چاہئے اس میں بہت برکت اور فائدہ ہے، زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد۔ 6 / جون 1899ء

(الفضل 29 جنوری 1923ء صفحہ 2)

حضرت اقدس کی اس نصیحت کے بعد آپ نے قومیت کی قیود کو توڑتے ہوئے، رشتہ داروں کی مخالفت کے باوجود سارے رشتے غیر مغلوں میں کئے، چنانچہ حضرت مصلح موعود نے 2 جنوری 1928ء کو آپ کی بیٹی محترمہ صادقہ بیگم صاحبہ کے نکاح کا اعلان حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب کے ساتھ کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ نکاح مرزا محمود بیگ صاحب کی لڑکی صادقہ بیگم سے قرار پایا ہے۔ مرزا صاحب پٹی کے ایک مشہور خاندان کے اور پرانے احمدی ہیں۔ وہ خاموش طبیعت کے آدمی ہیں مگر حضرت مسیح موعود سے بڑا اخلاص رکھنے والے ہیں۔ مدتوں یہاں رشتہ داروں سے قطع تعلق کر کے رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں یہ بھی ان کی قربانی ہے کہ باوجود اس کے کہ ان کا خاندان بہت مشہور اور بڑا مغلوں کا خاندان ہے مگر انہوں نے سارے رشتے غیر مغلوں میں کئے ہیں۔ انہوں نے اپنی بھانجیوں کے جہاں رشتے کئے وہ بھی دوسری قوم میں کئے ہیں اور اپنی دو لڑکیوں کے جہاں کئے وہ بھی مغل نہیں اور تیسری لڑکی کے لئے جہاں وہ ارادہ کر رہے ہیں وہ بھی مغل نہیں۔''

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 241,242 خطبہ نمبر 65)

حضرت فضل بیگم صاحبہ نے نومبر 1947ء میں ڈگری ضلع میرپور خاص سندھ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئیں۔ آپ کی اولاد میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں جو سب وفات پا چکے ہیں:

محترم محمد احمد بیگ صاحب ڈگری ضلع میرپور خاص سندھ (ان کے بیٹے مکرم شاہد احمد بیگ صاحب آج کل مسی ساگا کینیڈا میں مقیم ہیں)

مکرم مبارک احمد بیگ صاحب گاڑی کھاتہ حیدرآباد سندھ

محترمہ آمنہ بیگم زوجہ مکرم مہدی حسین صاحب حیدرآباد

محترمہ صادقہ بیگم صاحبہ زوجہ حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب

محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم کرم شاہ صاحب گوجرہ

میرے والد مکرم محمد اسحاق انور صاحب واقف زندگی

مکرم ڈاکٹر محمد اسلم ناصر صاحب

میرے دادا میاں فضل کریم صاحب گوجرانوالہ شہر کے رہنے والے تھے آپ نے 20 سال کی عمر میں 1905ء میں خود قادیان جا کر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کی وفات 11 ستمبر 1939ء کو گوجرانوالہ میں ہوئی۔ آپ کی بیعت وغیرہ کے حالات رجسٹر رفقاء حضرت مسیح موعود رجسٹر نمبر3 صفحہ 36 پر درج ہیں۔

میرے دادا جان کے چار بیٹے تھے۔

1۔مکرم ماسٹر عبدالسلام صاحب

2۔ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش قادیانی

3۔مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر واقف زندگی

4۔محمد اسحاق انور صاحب واقف زندگی

خاکسار کے والد محمد اسحاق انور صاحب کی پیدائش مارچ 1931ء میں گوجرانوالہ میں ہوئی اور وہیں سے میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ آپ نے میٹرک کے بعد اپنی زندگی وقف کر دی۔

حضرت مصلح موعود نے والد صاحب کو اکاؤنٹس کے کام میں لگایا اور آپ کو کچھ عرصہ دفتر امانت صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ 1954ء میں تحریک جدید کی زمینوں پر نور نگر فارم محمد آباد سٹیٹ میں بطور اکاؤنٹنٹ بھجوا دیا۔

میرے والد صاحب کی شادی میری والدہ حمیدہ بیگم صاحبہ بنت حکیم مولوی نظام الدین صاحب مربی جموں وکشمیر سے فروری 1952ء میں ربوہ میں ہوئی۔

میری والدہ صاحبہ بتاتی ہیں کہ جب تمہارے والد صاحب مجھے بیاہ کر لائے تھے تو ربوہ کے پرانے اڈہ (نزد بیت مبارک) اتر کر بجائے گھر جانے کے مجھے بیت المبارک میں لے گئے۔ اس وقت لوگ نماز عشاء پڑھ کر گھروں کو جا چکے تھے اور بیت تقریباً خالی تھی۔ مجھے کہنے لگے کہ آؤ دو نفل پڑھ لیں پھر گھر جائیں گے اور نفل پڑھنے میں کافی وقت لگا دیا۔

والدہ صاحبہ مزید بتاتی ہیں کہ آپ کے ابا نے کبھی مجھ سے سختی سے کلام نہیں کیا۔ میرے ساتھ ان کا سلوک نہایت اچھا رہا۔ گھر میں مالی تنگی تھی مگر تمہارے والد صاحب کے حسن سلوک اور شفقت و محبت سے وہ ایام بھی صبر و شکر سے گزار دیئے۔

میرے والد صاحب کو 1954ء سے مارچ 1963ء تک سندھ نور نگر فارم محمد آباد سٹیٹ میں خدمت کرنے کا موقع ملا۔ والد صاحب نے بڑی محنت اور جانفشانی سے یہ سارا عرصہ گزارا۔ ان ایام میں اس علاقہ میں ضروریات زندگی کی شدید قلت تھی۔ پانی بھی پینے کو نہیں ملتا تھا۔ جو ملتا تھا وہ مضر صحت تھا۔ یہ ایام بھی انہوں نے وقف کی روح کے ساتھ ہنسی خوشی گزارے۔

ایک دفعہ والد صاحب گھوڑے پر سوار جا رہے تھے کہ گھوڑے نے آپ کو گرا دیا۔ جس سے آپ کو شدید چوٹیں آئیں۔ خاص طور پر سر میں جو چوٹ لگی اس سے والد صاحب کے دماغ کی رگوں کو خاصا نقصان پہنچا۔ اس دوران علاج ہوتا رہا۔ مگر کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود نے فیصلہ فرمایا کہ والد صاحب کو واپس ربوہ بھجوا دیا جائے۔ پھر ربوہ اور لاہور میں کافی دیر تک علاج جاری رہا پھر خدا تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور 11 نومبر 1971ء کو ربوہ میں وفات پائی۔

خلفائے سلسلہ سے

عقیدت اور محبت

والد صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے بڑی محبت تھی۔ جب کبھی بھی حضور کی ملاقات کے لئے جاتے تو مجھے بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ جب حضور بیمار تھے اور ملاقاتیں بند تھیں تو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے کہا کرتے تھے کہ میں بات نہیں کروں گا، صرف دیکھنے کی خواہش ہے۔ حضور کی بیماری کے دوران ساری ساری رات دعائیں کرتے رہتے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت عطا فرمائے اور حضور کی بیماری مجھے لگا دے۔ یہ دعا اس خشوع و خضوع سے اور گڑگڑا کر کیا کرتے تھے۔ اس وقت ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی۔ **والد صاحب نماز تہجد کے عادی تھے۔ مجھے نہیں خیال کہ انہوں نے کبھی نماز تہجد میں ناغہ کیا ہو۔**

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے بھی بہت گہرا اور قریبی تعلق تھا۔ اپنی معذوری کی وجہ سے بیت المبارک کے اندر نہیں جا سکتے تھے مگر جب بھی حضور کی زیارت کی خواہش پیدا ہوتی تو میرے چھوٹے بھائی عزیزم محمد اشرف طاہر سے کہتے کہ مجھے بیت المبارک میں لے چلو اور پھر بیت المبارک کے کونے میں سائیکل کھڑا کروا کر حضور کے آنے کا انتظار کرتے۔ جب حضور نماز کیلئے تشریف لاتے تو والد صاحب کو دیکھ کر فرماتے کہ اسحاق میں نماز کے بعد آ کر آپ سے ملتا ہوں۔ لہٰذا جب حضور نماز کے بعد واپس آتے تو مصافحہ کا شرف بخشتے اور حال احوال معلوم کرتے اور کافی دیر تک دلجوئی فرماتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع سے بھی خلافت سے پہلے انتہائی پیار محبت اور اخوت کا تعلق تھا۔ چنانچہ حضور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اسحاق میرا چھوٹا بھائی ہے مگر والد صاحب حضور کو اپنا روحانی باپ ہی سمجھتے تھے۔ حضور اکثر مواقع پر ہمارے گھر آیا کرتے تھے۔ والد صاحب بھی اکثر حضور کے گھر جایا کرتے تھے اور حضور بھی والد صاحب سے مل کر بہت خوش ہوتے اور بسا اوقات لطائف وغیرہ بھی سنایا کرتے تھے۔

والد صاحب خلیفہ وقت کی خدمت میں اکثر دعا کے لیے خط لکھتے رہتے تھے اور بچوں کو بھی باقاعدگی سے خطوط لکھنے کی تاکید فرماتے کہ خلیفہ وقت کی دعائیں ہی اصل خزانہ ہیں جسے ہر حال میں حاصل کرنا چاہئے۔ آپ نے بچوں میں جماعت کی محبت، نظام جماعت کی اطاعت، عہدیداران کا ادب و احترام اور جماعتی کاموں میں تعاون کی عادت پیدا کی۔

والد صاحب میں امانت دیانت کا وصف بھی بہت نمایاں تھا۔ سندھ سے واپس آنے پر وکالت مال اوّل میں خدمت کا موقع ملا۔ خاکسار جب پرائمری سے ہائی سکول گیا تو والد صاحب نے فاؤنٹین پین خرید کر دیا۔ **جب پین کی سیاہی ختم ہوگئی تو خاکسار ایک دن ان کے دفتر (مال اول) میں گیا اور پین میں سیاہی بھرنے لگا تو والد صاحب نے دیکھ لیا اور فوراً حکم دیا کہ جو سیاہی بھری ہے وہ دوات میں واپس ڈالو اور کہنے لگے کہ یہ سیاہی جماعت کی ہے جو میرے پاس امانت ہے۔** اس لئے کسی قسم کی خیانت نہیں کرنی۔ اسی طرح ان دنوں دفاتر میں استعمال شدہ لفافے کھول کر دوبارہ استعمال میں لائے جاتے تھے تاکہ سٹیشنری کی بچت ہو سکے۔ ایک دفعہ میں نے وہاں سے ایک کاغذ لے لیا جو ایک طرف سے استعمال ہو چکا تھا۔ والد صاحب نے وہ کاغذ بھی میرے ہاتھ سے لے لیا اور کہا کہ یہ جماعت کا ہے۔

خاکسار کے والد صاحب اور والدہ میں قناعت پسندی اور خودداری بہت تھی ان دنوں مالی حالت بہت دگرگوں تھی ان حالات میں بھی آپ نے بچوں کو صدقہ لینے سے منع فرمایا ہوا تھا۔ والدہ صاحبہ نے نہایت تنگی اور ترشی سے بہت معمولی تنخواہ میں گزارہ کیا۔ مگر کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ یہی اپنے بچوں کو سمجھایا کہ محنت کرو اور کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ۔ والدین کی اسی تربیت کا نتیجہ ہے کہ خاکسار نے پہاڑی پر جا کر پتھر کوٹ کر سخت مشقت برداشت کی، سٹیشن پر جا کر مسافروں کا سامان اٹھایا، چارپائیاں بن کر گزارہ کیا اور اسی طرح محنت مزدوری کر کے گزارہ کیا مگر کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا۔

والد صاحب بہت شفقت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ کبھی ہمیں ڈانٹا نہیں۔ اگر کوئی غلطی دیکھتے تو نہایت محبت سے اس کی اصلاح کی طرف توجہ دلا دیا کرتے تھے۔

غرض ہمارے والد صاحب **خیرکم خیرکم لاھلہ** کی حسین مثال تھے۔ کبھی والدین کو آپس میں ناراض ہوتے نہیں دیکھا۔ کبھی ان میں رنج کی کیفیت نہیں دیکھی۔ ہمیشہ ایک دوسرے کی عزت کرتے دیکھا ہے۔ ایک دوسرے کا احترام کرتے۔ جو ہم بچوں کے لئے ایک نمونہ تھا۔

والد صاحب اور والدہ صاحبہ خود بہت دعائیں کرنے والے تھے۔ راتوں کو اٹھ کر دعائیں کرتے تھے۔ یہ بات انہوں نے اپنی اولاد میں بھی پیدا کی اور ان کی ساری اولاد کو دعاؤں سے خوب شغف ہے۔ نماز باجماعت کی پابندی، خلافت سے محبت اور اطاعت نظام ان کا خاصا ہے۔ والد صاحب کی قربانیوں اور دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے کہ ان کی ساری اولاد خوش و خرم اور آسودگی کی زندگی گزار رہی ہے۔

اولاد

میرے والدین کو اللہ تعالیٰ نے چھ بیٹوں سے نوازا۔

1۔ ڈاکٹر محمد اسلم ناصر (راقم)۔ (پی ایچ ڈی۔ ریاضی) حال مورو گورو، تنزانیہ

2۔ محمد اشرف طاہر شکور پارک ربوہ

3۔ محمد اکرم خالد Harrisburg PA امریکہ

4۔ محمد افضل صادق Auckland نیوزی لینڈ

5۔ ڈاکٹر محمد امجد طارق (پی ایچ ڈی۔ کیمسٹری) سڈنی آسٹریلیا

6۔ محمد انور جو کم سنی میں وفات پا گیا

آخر پر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو والد صاحب کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم سب کا اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی انجام بخیر ہو۔ آمین

سیدنا بلالؓ فنڈ

❁ احمدیت کیلئے اپنی جان کی قربانی پیش کرنے والوں کے خاندانوں کی کفالت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 14 مارچ 1986ء کے خطبہ جمعہ میں ایک فنڈ کا اعلان فرمایا۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ!

''میں جماعت کو یہ بھی تسلی دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں کوئی بھی خدا کی راہ میں مارا جانے والا ہرگز یہ وہم لے کر یہاں سے رخصت نہیں ہوتا کہ میرے بیوی بچوں کا کیا بنے گا۔ جماعت احمدیہ میں ایسے لوگوں کے بچے یتیم نہیں ہوا کرتے۔ یہ ایک زندہ جماعت ہے اور یہ ناممکن ہے کہ جماعت اپنے قربانی کرنے والوں کے اہل وعیال کو اور ان کے حقوق کو بھول جائے۔ ایسی جماعتوں کی زندگی کی ضمانت اس بات میں ہے کہ ان کے قربانی کرنے والوں کو اپنے پسماندگان کے متعلق کوئی فکر نہ رہے۔''

اس فنڈ کی عظمت اور اس کی اہمیت کے بارہ میں حضور نے فرمایا کہ!

''یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اسے اعزاز سمجھے گا اور خیال کرے گا کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی اتنی نہیں کی بلکہ بہت ہی معمولی خدمت کی توفیق پائی ہے۔''

اس تحریک میں حصہ لینے والوں کو نصائح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ!

''پوری طرح شرح صدر اور محبت کے جذبہ سے جو دینا چاہتا ہے وہ دے، ادنی سا بھی تردد یا بوجھ ہو تو وہ ہرگز نہ دے۔ یہ ایک خاص نوعیت کی تحریک ہے جس میں بشاشت طبع ہی ضروری نہیں بلکہ طبیعت کا دباؤ ضروری ہے۔ دل سے بے قرار تمنا اٹھ رہی ہو، یہ خواہش پیدا ہو رہی ہو کہ میں اس میں شامل ہوں۔ آج ایک آنہ بھی جس کو توفیق ہو وہ بھی بہت عظیم دولت ہے وہ بھی خدا کی طرف سے ایک بہت بڑی سعادت ہو گی۔''

اس اعلان کے ایک روز بعد یعنی 15 مارچ 1986ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس تحریک کو سیدنا بلالؓ فنڈ کا نام عطا فرمایا۔

اس فنڈ میں چندہ کی ادائیگی کرنے والے احباب کے ناموں کی فہرست دعا کے لئے ہر ماہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں پیش کی جاتی ہے۔

(سیدنا بلال فنڈ کمیٹی)

☆......☆......☆

عطیہ چشم خدمت خلق ہے

اطلاعات واعلانات

سانحہ ارتحال

❁ مکرم شبیر احمد باجوہ صاحب سیکرٹری امور عامہ لوکل انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ شاہینہ بشیر صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری حمید احمد باجوہ صاحب مرحوم دارالعلوم شرقی مسرور ربوہ مورخہ 5 دسمبر 2013ء کو بعمر 60 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اگلے دن بیت المبارک میں بعد نماز جمعہ آپ کی نماز جنازہ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے پڑھائی اور عام قبرستان میں تدفین کے بعد آپ نے ہی دعا کروائی۔ ہمارے والد محترم چوہدری حمید احمد باجوہ صاحب مرحوم سابق رضا کار کارکن لوکل انجمن احمدیہ ربوہ اٹھارہ سال پہلے وفات پا گئے تھے۔ مرحومہ نے صبر وہمت کے ساتھ یہ صدمہ برداشت کیا اور ہم سب کی احسن رنگ میں تربیت کی۔ آپ حضرت مولوی ابوعبداللہ باجوہ صاحب آف کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے تھیں۔ آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے خاکسار، مکرم وسیم احمد باجوہ صاحب لندن، مکرم اسد حمید باجوہ صاحب آسٹریلیا اور ایک بیٹی مکرمہ سعدیہ نصر اللہ صاحبہ اہلیہ مکرم نصر اللہ سیال صاحب لندن یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے آپ کی بلندی درجات اور لواحقین کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

شکریہ احباب

❁ مکرم منظور احمد گل صاحب چک نمبر 287 پلاٹو ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ فریدہ یاسمین صاحبہ اہلیہ مکرم محمد حنیف ورک صاحب کارکن نظارت تعلیم 25 نومبر 2013ء کو وفات پا گئی تھیں۔ ان کی وفات پر احباب جماعت کی کثیر تعداد نے ہمارے گھر آ کر اور بذریعہ فون تعزیت کی۔ خاکسار کے لئے فرداً فرداً سب کا شکریہ ادا کرنا ممکن نہیں لہٰذا روزنامہ الفضل کی وساطت سے خاکسار ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ جنہوں نے اس غم کی گھڑی میں ہماری ڈھارس بندھائی اور حوصلہ دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور ہمشیرہ مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات اور پسماندگان کیلئے درخواست دعا ہے۔

عطیہ خون خدمت خلق ہے

مستحق طلبہ کی امداد میں حصہ لیں

علم کا فروغ اور اس کی روشنی دنیا میں پھیلانا دین حق کا بنیادی مشن ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خدائے عزوجل نے پہلی وحی میں فرمایا اقرأ کہ پڑھ اللہ کے نام سے جس نے تجھے پیدا کیا آپ ﷺ نے فروغ علم کے لئے بے پناہ جدوجہد کی۔ آپ ﷺ نے تحصیل علم کو جہاد قرار دیا یہاں تک فرمادیا کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے پھر فرمایا کہ پنگھوڑے سے قبر تک علم حاصل کرو۔

سیدنا حضرت مسیح موعود نے تو خدا تعالیٰ سے خبر پا کر ہمیں یہ نوید دی کہ

میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔

(تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا:

اگر ہم اپنی غفلت کے نتیجہ میں اچھے دماغوں کو ضائع کر دیں تو اس سے بڑھ کر اور کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ پس جو طلبہ ہونہار اور ذہین ہیں ان کو بچپن سے ہی اپنی نگرانی میں لے لینا چاہئے اور انہیں کامیاب انجام تک پہنچانا جماعت کا فرض ہے۔

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 85)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

اگر کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر رہا تو جماعت کو بتائیں، کوئی بچہ مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔ لیکن بچوں کو تعلیم سے محروم رکھنا ان پر ظلم ہے۔

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ 145)

اسی طرح آپ نے مزید فرمایا۔

طلبہ کی امداد کا فنڈ ہے۔ تعلیم بھی بہت مہنگی ہو چکی ہے۔ اگر طلبہ اور والدین بچوں کے پاس ہونے کے موقع پر اس مد میں بھی رقم دیں تو کئی مستحق طلبہ کی مدد ہو سکتی ہے۔ اگر ہر طالب علم سال میں دس پندرہ پاؤنڈ ہی دے تو غریب ملکوں میں ایک طالبعلم کے سال بھر کی کاپیوں کتابوں کا خرچ پورا ہو سکتا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 26 اکتوبر 2007ء)

پس آیئے! حضرت مسیح موعود کے مشن کو پورا کرنے کیلئے خلفاء کے ارشادات پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے ہم بھی اس کار خیر میں کچھ حصہ ڈالیں۔ اس کے لئے نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں ایک شعبہ امداد طلبہ کے نام سے قائم ہے۔ اس کے تحت سینکڑوں طلباء کی مدد کی جاتی ہے، سالانہ داخلہ جات، ماہوار ٹیوشن فیس، درسی کتب کی فراہمی، یونیفارم اور دیگر تعلیمی ضروریات حسب گنجائش معاونت کی جاتی ہے۔

اپنے عطیہ جات براہ راست نگران امداد طلبہ نظارت تعلیم یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کی مد امداد طلبہ میں بھجوائے جا سکتے ہیں۔

فون نمبرز: 0092 47 6215 448

0092 47 6212 473

موبائل نمبر: 0092 0333 6706649

Email: info@nazarattaleem.com

Website:www.Nazarattaleem.org

(نظارت تعلیم)

☆......☆......☆

دارالصناعۃ میں داخلہ

❁ دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں درج ذیل ٹریڈز میں داخلے جاری ہیں۔

مارننگ سیشن

1۔ آٹو مکینک۔ 2۔ ریفریجریشن وایئر کنڈیشننگ۔ 3۔ جنرل الیکٹریشن و بنیادی الیکٹرونکس 4۔ وڈ ورک (کارپینٹر)

ایوننگ سیشن

1۔ آٹو الیکٹریشن۔ 2۔ پلمبنگ 3۔ ویلڈنگ اینڈ سٹیل فیبریکیشن 4۔ کمپیوٹر ہارڈ ویئر اینڈ نیٹ ورکنگ۔

تمام کورسز کا دورانیہ 6 ماہ ہے۔

داخلہ فارم کے حصول و دیگر معلومات کے لئے دفتر دارالصناعۃ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ 35/1 دارالفضل غربی ربوہ نزد چونگی نمبر 3/ فون نمبرز 047-6211065,0336-7064603 سے رابطہ کریں۔

☆ نئی کلاسز کا آغاز یکم جنوری 2014ء سے ہوگا۔ داخلہ کے خواہشمند جلد رابطہ کریں۔

☆ بیرون ربوہ طلباء کیلئے ہوسٹل کا انتظام ہے۔

☆ والدین اپنے بچوں کو ادارہ میں داخل کروائیں۔

(نگران دارالصناعۃ ربوہ)

انسپکٹر روزنامہ الفضل

❁ مکرم منور احمد ججہ صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے سندھ کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت وارا کین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔ (مینیجر روزنامہ الفضل)

تبصرہ کتب

تعلیمی و تدریسی معلومات

برائے طلباء، اساتذہ اور والدین

از: پروفیسر (ر) محمد خالد گورائیہ

صفحات: 168

تعلیمی میدان میں سیکھنے، سکھانے اور علوم دینی و دنیوی حاصل کرنے کا عمل ہمیشہ سے ہی انسان کے ساتھ ہے۔ ماں کی گود سے لے کر آخری سانس تک ہمیں علم حاصل کرنے کا حکم ہے۔ 21ویں صدی کی اس ماڈرن ٹیکنالوجی کے دور میں تعلیم کی اہمیت وافادیت ہم سب پر عیاں ہے۔ جدید ترقیات کے ساتھ چلنے کے لئے تعلیم کے بنیادی اصول اور تقاضوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ طلباء کو آسانی سے تعلیمی مراحل عبور کرنے کے لئے اساتذہ کی طرف سے نہ صرف نصابی بلکہ غیر نصابی معلومات اور اہم امور کی ضرورت ہوتی ہے جس پر عمل پیرا ہو کر وہ تعلیم کے مشکل سنگ میل سہل انداز میں پار کر لیتے ہیں۔ استاد اور شاگرد میں ہم آہنگی اور حصول علم کا عمل دونوں کو ایک مقدس رشتے میں پرو دیتا ہے۔ جس سے سیکھنے اور سکھانے والا دونوں ایک ہی وقت میں فائدہ اٹھا رہے ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے طالبعلم کی اعلیٰ مقام تک پہنچنے کی لگن اور کوشش میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ تعلیم و تدریس سے متعلق مفید اور قابل عمل معلومات کسی ایک جگہ سے ملنا مشکل ہیں۔ اس مشکل کو مکرم محمد خالد گورائیہ صاحب نے آسان کیا ہے اور ایک کتاب تصنیف کر کے طلباء، والدین اور اساتذہ کے لئے مفید معلومات مہیا کی ہیں۔

انہوں نے کتاب ہذا میں اساتذہ، طلباء اور والدین کی رہنمائی کے لئے کامیاب تجاویز، قابل عمل گر اور تراکیب بیان کی ہیں۔

انہوں نے بہت سے مضامین روزنامہ الفضل سمیت مختلف اخبارات و رسائل میں لکھے ہیں۔ ان مضامین کو بھی انہوں نے اس کتاب کا حصہ بنایا ہے۔ یہ مضامین تعلیمی و تدریسی ہدایات کے لحاظ سے انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس کتاب کا آغاز مصنف نے دین میں حصول علم کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کی ہے اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود کے علمی اقتباسات بھی شامل کر کے چار چاند لگا دیئے ہیں۔ تعلیمی پس منظر، مقاصد اور تدریس کے مختلف پہلوؤں کو احسن رنگ میں اجاگر کیا گیا ہے۔

نرسری، پریپ سے لے کر کالج اور یونیورسٹی تک کے تدریسی مدارج کو بیان کر کے جہاں طلباء کی راہنمائی کی گئی ہے وہاں اگلے باب میں اساتذہ کے لئے راہنما ہدایات اور خصوصیات بھی دے دی گئی ہیں۔ اساتذہ کے لئے مؤثر تدریس اور ٹیچنگ سے متعلق امور بھی بہت مؤثر ہیں۔ طلباء کے لئے فیوچر کیریئر پلاننگ کرنے میں خاصی دشواری پیش آتی ہے۔ ان کی ذہنی صلاحیتوں کی نشوونما کے لئے مفید معلومات بھی کتاب کا حصہ ہیں۔ کسی بھی زبان کو سیکھنے کے لئے چار بنیادی Skills یعنی بولنا، پڑھنا، سننا اور لکھنا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس حوالے سے آسان اور مؤثر انداز میں راہنمائی کی گئی ہے۔ تعطیلات، ٹیوشن، ہوم ورک، امتحانات اور پرچہ حل کرنے کے گُر جیسے موضوعات اس کتاب کے اہم ابواب ہیں جن سے طلباء کو بہت فائدہ ہوگا۔

شعبہ مشاورت اور راہنمائی یعنی طالبعلم کے ساتھ کونسلنگ کا موضوع بہت اہم ہے جس کی ہمیں اس معاشرے میں بہت ضرورت ہے لیکن مغربی ممالک کی نسبت پاکستان میں اس موضوع پر بہت کم توجہ دی جاتی ہے بلکہ نظر انداز کیا جاتا ہے۔ نامور تعلیمی ادارے بھی نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں پر تو بہت زور دیتے ہیں لیکن اس طرف توجہ کم دی جاتی ہے۔ حالانکہ اس شعبہ کا تعلق ہر طالبعلم کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ لائق ہو یا نالائق، ذہین ہو یا متوسط درجے کا وہ مشاورت، راہنمائی یا کونسلنگ کا محتاج ہوتا ہے۔ مصنف نے کتاب ہذا میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے اور یہ حصہ والدین اور اساتذہ کے لئے مفید ہے۔

انہوں نے ناصر الدین احمدیہ سیکنڈری سکول اور پرنس کالج آف کامرس نائیجیریا اور آخر پر یادگار تعلیمی و تربیتی درسگاہ نصرت جہاں اکیڈمی کا ابتدائی دور اور اہم تصاویر اس کتاب میں شامل کر کے ان اداروں کی تاریخ محفوظ کر دی ہے۔ اس کتاب کی افادیت صرف اسی کو معلوم ہو سکتی ہے جو اس کا مکمل مطالعہ کر کے اس میں موجود معلومات پر عمل کرے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

(ایف۔ شمس)

خبریں

نیند کی کمی سے وزن میں اضافہ

امریکہ میں ایک نئی تحقیق میں کہا گیا ہے کہ انسانی ذہن کیلئے دن بھر میں کم از کم 8 گھنٹے کی نیند ضروری ہے ورنہ دماغ اپنے افعال درست طور پر انجام نہیں دے پاتا۔ محققین کے مطابق کم سونے سے دماغ میں موجود قوت فیصلہ والے خلیوں کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے جس کے نتیجے میں انسانی دماغ کے وہ خلیے زیادہ فعال ہو جاتے ہیں جو خواہشات کو کنٹرول کرتے ہیں۔ دوران تحقیق یہ نوٹ کیا گیا کہ کم سونے والے افراد ''جنک فوڈ'' کی طرف جلدی مائل ہو جاتے ہیں اور اپنی اس خواہش پر قابو نہیں پا سکتے جس کا نتیجہ زیادہ وزن کی صورت میں سامنے آتا ہے، یہاں یہ بات اہم ہے کہ ایسے افراد جو نیند پوری لیتے ہیں وہ بہتر اور صحت مند غذاؤں کی طرف مائل ہوتے ہیں اور صحت مند و چست رہتے ہیں۔

(روزنامہ دنیا 13/ اگست 2013ء)

اکسیر بلڈ پریشر

ایک ایسی دوا جس کے دو تین ماہ استعمال سے ہائی بلڈ پریشر اللہ کے فضل سے مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے اور دواؤں کے مستقل استعمال سے جان چھوٹ جاتی ہے

NASIR ناصر

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

Ph:047-6212434

ستار جیولرز

سونے کے زیورات کا مرکز

حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

طالب دعا: تنویر احمد

047-6211524

0336-7060580

starjewellers@ymail.com

سٹی پبلک سکول دارالصدر جنوبی ربوہ

(کلاس 6th تا 9th داخلہ جاری ہے)

ادارہ ہذا نے سکول کا نام الصادق اکیڈمی (بوائز ہائی سکول) سے تبدیل کر کے سٹی پبلک سکول رکھ لیا ہے اور نئے نام سے محکمہ تعلیم سے رجسٹرڈ کروا لیا ہے۔

- نئے جوش اور ولولہ سے تدریس کا عمل جاری ہے۔
- چند اساتذہ کی آسامیاں خالی ہیں۔

منجانب: پرنسپل سٹی پبلک سکول (ربوہ)

047-6214399

ربوہ میں طلوع وغروب 23 دسمبر

طلوع فجر	5:37
طلوع آفتاب	7:03
زوال آفتاب	12:07
غروب آفتاب	5:12

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

23 دسمبر 2013ء

3:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 20 دسمبر 2013ء
4:15 am	سوال و جواب
6:10 am	گلشن وقف نو
7:50 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 20 دسمبر 2013ء
9:55 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ
3:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 4/ اکتوبر 2013ء
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 29 فروری 2008ء
9:00 pm	راہ ہدیٰ
11:20 pm	حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ

LEARN German LANGUAGE

By German Lady Teacher

صرف خواتین کے لیے

Contact #: 0302-7681425 & 047-6211298

رابطہ: مظفر محمود

Ph:042-5162622, 5170255, 5176142

Mob:0300-8446142

محمود موٹرز

نئی و پرانی گاڑیوں کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ

555-A Maulana Shokat Ali Road

Faisal Town, LAHORE.

FR-10

CENTRE FOR CHRONIC DISEASES

FINE & THE BEST F.B.

ٹیومرز، دل، گردے، مثانے، سانس، مرگی، بچوں کی قبض، دمہ، چڑچڑاپن۔ ایام کی خرابیاں اور دیگر امراض کیلئے اعتماد کے ساتھ تشریف لائیں۔

ہمارے ہاں تمام زنانہ، بچگانہ، مردانہ بیماریوں کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے

کلینک کے اوقات صبح 10: تا 1 بجے دوپہر عصر تا عشاء

زیر نگرانی سکواڈرن لیڈر (ر) عبدالباسط ہومیوفزیشن

047-6005688,0300-7705078

پتہ: طارق مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

نوٹ: یہاں صرف نسخہ تجویز کیا جاتا ہے